اصول تفسیر قرآن

پروفیسر حسین بانو

ریسرچ اسکالر وفاقی اردو یونیورسٹی

لفظ تفسیر دراصل تفسیر سے نکلا ہے عربی زبان میں تفسیر کے لفظی معنی ہیں کھولنا، اور اصطلاح میں علم تفسیر اس علم کو کہتے ہیں جس میں قران کریم کے معنی بیان کیے جائیں اس کے احکام حکمتوں کو کھول کر واضح کیا جائے قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾ (۱) ترجمہ: اور ہم نے قرآن آپ ﷺ پر اتارا تا کہ لوگوں کے سامنے وہ باتیں وضاحت سے بیان فرمادیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہیں۔

﴿لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (۲) بلاشبہ اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا جب کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرے انھیں پاک وصاف کرے اور انھیں اللہ کی کتاب اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دے۔

تفسیر کے لحاظ سے قرآنی آیات کی دو قسمیں ہیں اولاً وہ آیات جو صاف واضح اور آسان ہیں کہ جو زبان جاننے والا انھیں پڑھے گا ان کا مطلب فوراً سمجھ جائے گا اس لیے ایسی آیات کی تفسیر میں کسی اختلاف رائے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ایسی آیات کی تفسیر کا ماخذ صرف ''لغت عرب'' ہے عربی زبان پر ماہرانہ نظر اور عقل سلیم کے سوا ان کا مطلب سمجھنے کے لیے کسی چیز کی ضرورت باقی ہی نہیں رہی۔

لیکن دوسری قسم ان آیات کی ہے جن میں کوئی اجمال ابہام یا تشریحی دشواری پائی جاتی ہے یا ان کو پوری طرح سمجھنے کے لیے پس منظر ضروری ہے یا ان سے دقیق قانونی مسائل یا گہرے اسرار ومعارف مستنبط ہوتے ہیں۔ ایسی آیات کی تشریح کے لیے محض زبان دانی کافی نہیں، بلکہ اس کے لیے

بہت سی معلومات کی ضرورت ہے اسی قسم کی آیات کی تفسیر کے ماخذ بیان کئے جا رہے ہیں۔اسی لحاظ سے ''تفسیر قرآن'' کے چھ ماخذ ہیں۔خود قرآن کریم احادیث نبویہ، صحابہ کرام کے اقوال، تابعین کے اقوال، لغت عرب اور تدبر و استنباط۔

قرآن کریم

علم تفسیر کا پہلا ماخذ خود قرآن ہے چنانچہ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ کسی آیت میں کوئی بات مجمل تشریح طلب ہوتی ہے تو خود قرآن کریم کی کوئی دوسری آیت اس کے مفہوم کو واضح کر دیتی ہے مثلاً سورہ فاتحہ کی دعا میں یہ جملہ موجود ہے۔

"**صراط الذین انعمت علیھم** ''(۳) یعنی ہمیں ان لوگوں کے راستہ کی ہدایت کیجئے جن پر آپ کا انعام ہوا۔اب یہ بات واضح نہیں ہے کہ وہ لوگ کون ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔لیکن ایک دوسری آیت میں ان کو واضح کر کے متعین کر دیا گیا ہے ارشاد ہے۔ ﴿**اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھدآءِ والصّٰلحین**﴾ ترجمہ :۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین، شھداء اور صالح لوگ۔(۴) اسی طرح ایک آیت میں ارشاد فرمایا ﴿**فتلقی ادم من ربہ کلمتٍ فتاب علیہ**﴾ (ترجمہ) پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی لیکن وہ کلمات کیا تھے (۵) دوسری جگہ وضاحت فرما دی گئی۔ارشاد ہے. **قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین**" انھوں نے کہا (آدم حوا) کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر آپ نے ہماری مغفرت نہ کی اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم ضرور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔(۶)

تفسیر القرآن بالقرآن کی دوسری شکل یہ بھی ہوتی ہے کہ قرأت مبھم ہوتی ہے اور دوسری قرأت سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے مثلاً وضو کا طریقہ ایک قرأت میں بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم کا ارشاد ہے۔"**فاغسلو ا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو**

ا برء وسکم وارجلکم الی الکعبین" ترجمہ :۔تم اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولو۔ اور اپنے سروں کا مسح کرلو، اور پاؤں دھولو۔اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اپنے سروں کا اور پاؤں کا مسح کرو۔ (۷) مگر دوسری قرأت میں وارجُلِکُم کے بجائے وَاَرْجُلَکُم آیا ہے لہٰذا پاؤں کو دھونے کا حکم ہے مسح کا نہیں۔

تفسیر قرآن بالقرآن کی تیسری صورت یہ ہے کہ سیاق وسباق بات کو واضح کردیں۔مثلاً سورۃ احزاب میں امہات المومنین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔"وَقرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ" (ترجمہ) اورتم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق بے پردہ مت پھرو (۸)

بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ پردے کا حکم خاص ازواج مطہرات کے لیے ہے عام عورتوں کا اس پر عمل ضروری نہیں ہے لیکن قرآن کریم کا سیاق وسباق اس دعوے کی تردید کررہا ہے کیوں کہ سیاق وسباق میں اور بھی کئی احکام مذکور ہیں، اور وہ یہ ہیں: ا بولنے میں نزاکت سے کام نہ لو، ۲، نیک بات کہو، ۳، نماز قائم کرو، ۴، زکوۃ ادا کرو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

(۲) حدیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث آنحضرت ﷺ کے اقوال افعال وتقاریر کو کہتے ہیں! آپ ﷺ قرآن کے ساتھ آپ کو مبعوث اس لیے فرمایا تھا کہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے قرآن کریم کی صحیح تشریح کھول کھول کر بیان کردیں چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے قول اور عمل دونوں سے ہر فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا آپ ﷺ کی پوری مبارک زندگی قرآن ہی کی عملی تفسیر ہے۔

حدیث قرآن کی شرح اور تفسیر ہے بلکہ امام ابوعبداللہ بن محمد ادریس شافعیؒ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ کے تمام احکام قرآن ہی سے سمجھے جارہے ہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:"ہم نے تم پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اللہ کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ کرسکو۔خبردار تم خیانت کرنے والوں کے طرفدار مت بننا" (۹) ایک اور جگہ فیصلہ ارشاد

ہوتا ہے: ''ہم نے تم پر اس لیے یہ کتاب اتاری ہے کہ لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ کر دیا کرو یہ کتاب ایمانداروں کے لیے ہدایت ورحمت کا باعث ہے''(۱۰)

ایک اور مقام پر فرمایا ''ہم نے اس کے ذکر کو تیری طرف اس لیے اتارا ہے کہ تم اسے لوگوں کو کھول کھول کر پہنچا دو تاکہ وہ غور کر سکیں'' رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، ''مجھے قرآن بھی دیا گیا ہے اور اسی کے مثل ایک اور چیز بھی اسی کے ساتھ دی گئی ہے اس سے مراد سنت ہے'' قرآن پاک کی تفسیر اوّل خود قرآن اور پھر حدیث سے کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی جانب بھیجا تو دریافت کیا کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کس طرح کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا ''کتاب اللہ'' سے۔ فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ! تو کہا ''سنت رسول اللہ'' سے۔ فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ! تو کہا ''اجتہاد'' کروں گا، حضور ﷺ نے یہ جواب سن کر ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے نبی ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اس کے نبی ﷺ کو پسند ہے۔

قرآن کے احکام کو آپ نے عملاً کر کے دکھایا! مثلاً اقامت صلوٰۃ کا تاکیدی حکم نازل ہوا اور اس کے ارکان اور بعض اجزائے ترکیبی مثلاً قیام رکوع، سجود، قرأت وغیرہ کا ذکر بھی قرآن میں کیا گیا ہے۔

مگر ان اجزاء کو کسی خاص ترتیب کے ساتھ ادا کرنے کا بیان اور نماز کی پوری ترکیب اس میں کہیں ذکر نہیں کی گئی قرآن پاک میں ''اقیموا الصلوۃ'' کا حکم ہے مگر اس حکم پر عمل کس طرح کیا جائے گا اقامت صلوۃ کا کیا طریقہ ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے

صلّو اکما رأیتمونی اصلی تم جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو اسی طرح نماز پڑھو گویا اسی سوال کا جواب ہے۔

قرآن میں حج کو فرض قرار دیا گیا مگر حج کا طریقہ اور ترتیب وار اس کے ارکان ومناسک نہیں بیان کیے گئے تو آنحضرت ﷺ نے حج کر کے دکھایا اسی طرح اس فریضہ کی بجا

آوری ہونی چاہیے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں جہاں سارے حجاج تھے اعلان فرمایا! **خذو عنی مناسککم لعلّی لا اراکم بعد عامی ھذا** لوگو! تم سب حج کے مناسک مجھ سے سیکھ لو۔ شاید اس سال کے بعد میں تمھیں نہ دیکھوں۔

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال

صحابہ کرامؓ نے قرآن کی تعلیم براہ راست آنحضرت ﷺ سے حاصل کی تھی اس کے علاوہ نزول وحی کے وقت وہ بنفس نفیس موجود تھے اور انہوں نے خود نزول قرآن کے پورے ماحول اور پس منظر کا بذات خود مشاہدہ کیا تھا! نیز یہ بزرگ کامل سمجھ بوجھ صحیح علم اور نیک عمل تھے بالخصوص کبار صحابہ کرام جو ان میں بڑے مرتبے کے اور زبردست عالم تھے، جیسے چاروں امام جو خلفاء تھے رشد و ہدایت والے تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ ذی النورین، حضرت علی (شیر خدا) رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ''اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ میں نہ جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی، میں اگر جانتا کہ کتاب اللہ کے علم میں کوئی مجھ سے زیادہ ہے اور وہاں تک میں کسی طرح پہنچ سکتا ہوں تو ضرور اس کی شاگردی میں اپنے آپ کو پیش کر دیتا۔

چنانچہ اگر کسی آیت کی تفسیر پر صحابہؓ کا اتفاق ہو تو مفسرین کرام اسی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کے خلاف کوئی اور تفسیر بیان کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ ہاں اگر کسی آیت کی تفسیر میں صحابہ کرام کے اقوال مختلف ہوں تو بعد کے مفسرین دوسرے دلائل کی روشنی میں یہ دیکھتے ہیں کہ کون سی تفسیر کو ترجیح دی جائے، اس معاملے میں اہم اصول اور قواعد اصول تفسیر حدیث وفقہ میں مدون ہیں۔

(۴) تابعین کے اقوال

یہ وہ حضرات ہیں جنھوں نے قرآن کریم کی تفسیر صحابہ کرام سے سیکھی ہے، اس لیے ان کے اقوال بھی علم تفسیر میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں، اگر چہ اس معاملہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ تابعین

کے اقوال تفسیر میں حجت ہیں یا نہیں؟ لیکن ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عبد الرحمٰن سلمی تابعیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے جن سے قرآن سیکھا وہ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پڑھا جب تک ہم دس آیتوں کا علم حضور سے نہ سیکھ لیتے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ غرض صحابہ نے قرآن کا علم اور عمل دونوں ہی سیکھا۔

مجاہد بن جبیرؒ جو تفسیر میں اللہ کی ایک نشانی تھے خود فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ اول سے آخر تک حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قرآن پاک سیکھا اور سمجھا ایک ایک آیت کو پوچھ پوچھ ،سمجھ سمجھ کر پڑھا ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں خود میں نے حضرت مجاہد کو دیکھا کہ کتاب ،قلم ودوات لے کر حضرت ابن عباسؓ کے پاس پہنچا کرتے اور تفسیر قرآن دریافت کرتے اس میں تحریر فرماتے، پورے قرآن کی تفسیر اسی طرح نقل کی حضرت سفیان ثوری کا فرمان تھا مجاہدؒ کسی آیت کی تفسیر کردیں تو پھر اس کی تحقیق کرنا بے سود ہے بس ان کی تقلید کافی ہے۔

حافظ ابن کثیر کی رائے ہے کہ تابعی اگر کوئی تفسیر کسی صحابی سے نقل کر رہا ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو صحابہ کی تفسیر کا ہے اور اگر خود اپنا قول بیان کرے تو یہ دیکھا جائے گا کہ دوسرے تابعی کا قول اس کے خلاف موجود ہو تو اس وقت تابعی کا قول حجت نہیں ہوگا بلکہ اس آیت کی تفسیر کے لیے قرآن کریم لغت عرب احادیث نبویہ، آثار صحابہ اور دوسرے شرعی دلائل پر غور کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اگر تابعین کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو تو اس صورت میں بلاشبہ ان کی تفسیر حجت اور واجب الاتباع ہوگی۔

(۵) لغت عرب

قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لیے تفسیر القرآن کے لیے اس زبان پر مکمل عبور حاصل کرنا ضروری ہے قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ ان کے پس منظر میں چونکہ کوئی شان نزول یا کوئی فقہی یا کلامی مسئلہ نہیں ہوتا اس لیے ان کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ یا صحابہ کرام وتابعین کے اقوال منقول نہیں ہوتے ۔ چنانچہ ان کی تفسیر کا ذریعہ صرف لغت عرب

ہوتی ہے اور لغت ہی کی بنیاد پر اس کی تشریح کی جاتی ہے۔

قرآن کریم عرب کے عام محاورات کے مطابق نازل ہوا ہے لہٰذا جس جگہ قرآن وسنت یا آثار صحابہ میں کسی لفظ کی تفسیر کی جائے گی۔ جو اہل عرب کے عمومی محاورات کے مطابق سمجھی جائے گی اس کی ایک واضح مثال سے سمجھیے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے پانی کی فرمائش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ ''واضرب بعصاک الحجر'' اور اپنی لاٹھی کو پتھر پر مارو، یہ جملہ کسی زبان جاننے والے کے سامنے بولا جائے گا تو وہ صراحتہ اس کا یہی مطلب سمجھے گا کہ لاٹھی کو پتھر پر مارنے کا حکم دیا جا رہا ہے چنانچہ اس جملے کی یہی تفسیر صحیح اور معتبر ہے لیکن سرسید احمد خان نے دعویٰ کیا ہے۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ''لاٹھی کے سہارے اس چٹان پر چلو'' اس میں اضرب کے معنیٰ ''مارو'' کے بجائے ''چلو'' اور الحجر کے معنیٰ (پتھر) کے بجائے ''چٹان'' بیان کرنا اس پر اگرچہ لغت کا حوالہ مل بھی جائے تو عام محاورات عرب اس کی بالکلیہ تردید کرتے ہیں۔

(۵) تدبر اور استنباط

تفسیر کا آخری ماخذ ''تدبر اور استنباط'' ہے قرآن کے نکات واسرار ایک ایسا بحر ناپید ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے چنانچہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اسلامی علوم میں بصیرت عطا فرمائی ہو وہ جتنا اس میں غور وفکر کرتا ہے اتنے ہی نئے نئے اسرار ونکات سامنے آتے ہیں۔ چنانچہ مفسرین کرام اپنے اپنے تدبر کے نتائج بھی اپنی تفسیروں میں بیان فرماتے ہیں لیکن یہ اسرار ونکات اسی وقت قابل قبول ہوتے ہیں جبکہ وہ مذکورہ پانچ ماخذ سے متصادم نہ ہوں لہٰذا اگر کوئی شخص قرآن کی تفسیر میں کوئی ایسا نکتہ یا اجتہاد بیان کرے جو قرآن وسنت، اجماع، لغت یا نعت صحابہ کرام وتابعین کے اقوال کے خلاف ہو یا کسی دوسرے شرعی اصول سے ٹکراتا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

قرآن کے پانچ حقوق ہیں ایمان لانا، اسکی تلاوت کرنا، اسکے معنی ومطالب کو سمجھنا، اس پر عمل کرنا نیز اسکو دوسروں تک پہنچانا اور تفسیر القرآن اور اسکے ماخذ انشاء اللہ قرآن کو سمجھنے میں معاون ثابت ہونگے۔

حواشیہ وحوالہ جات

(۱) سورہ النحل ع ۶ (۲) آل عمران ع ۱۷ (۳) سورہ الفاتحہ/۶
(۴) سورۃ النساء/۶۹ (۵) سورۃ بقرۃ/۳۷ (۶) سورۃ الاعراف/۲۳
(۷) سورۃ المائدۃ/۶ (۸) سورۃ الاحزاب/۳۳ (۹) سورۃ النساء/۱۰۵
(۱۰) سورہ النحل/۴۴

کتابیات

قرآن کریم

تفسیر ابن کثیر، اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور/ام

معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی ۱۴ پاکستان، ج:۱،ص:۴۹ تا ۵۳

معارف الحدیث، دارالاشاعت اردو بازار، ج:۱،۲،ص:۱۵ تا ۲۵ مولانا منظور نعمانی

تفہیم القرآن، ادارۃ ترجمان القرآن، ج:۱ص:۸، ۲۵

علوم القرآن، مکتبہ دارالعلوم کراچی، ص:۳۲۷ تا ۳۴۳ مولانا تقی عثمانی صاحب

ریاض الصالحین، ادارۃ المعارف دارالعلوم کراچی ۱۴، ج:۲،ص:۱۵۱ امام محی الدین ابی زکریا بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ

مسلمانوں کی مقدس مائیں

(عبرت ونصیحت کے آئینہ میں دلچسپ وحیرت انگیز واقعات)

مع سوال وجواب

ڈاکٹر مسز بشریٰ بیگ

(زیر طبع)